تعارف وتبصرہ

احسن البیان فی علوم القرآن

از- ڈاکٹر حسن الدین احمد

ناشر: حسامی بکڈپو، ۱۲۵، مچھلی کمان، حیدرآباد ۲۔ اشاعت اکتوبر ۱۹۸۹ء قیمت ۳۰ روپئے

اس کتاب میں تمہیدی کلمات کے بعد قرآن مجید سے متعلق مختلف مباحث اور علوم پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان مباحث پر الگ الگ تصانیف میں اس سے زیادہ شرح وبسط کے ساتھ گفتگو مل سکتی ہے لیکن کسی ایک ہی کتاب میں ان تمام معلومات کو اختصار و طوالت سے بچتے ہوئے جمع کرنے کی یہ پہلی کوشش ہے۔ ان مضامین و مباحث میں قرآن مجید، وحی، اجزاء قرآن وغیرہ پر ابتدائی مباحث کے علاوہ علم کتابت، علم تجوید وقرأت، تدوین قرآن، علم ترتیب نزول، علم شان نزول، علم معانی، علم اعجاز، علم تفہیم، فہم قرآن، احادیث وروایات کا مقام، حروف مقطعات، محکمات ومتشابہات، ناسخ ومنسوخ، کتب مقدسہ اور تحریف جیسے عناوین کے تحت معلومات کو یکجا کیا گیا ہے اور علم تفہیم اور حروف مقطعات وغیرہ بعض مباحث میں اپنے خیالات یا نتائج تحقیق بھی پیش کیے گئے ہیں۔

اس قدر اہم موضوع پر لکھنے کے لیے عربی زبان سے واقفیت ضروری ہے، اس لیے کہ قرآن مجید کی اصل زبان عربی ہے اس پر لکھا جانے والا علمی و تفسیری سرمایہ بڑی مقدار میں اسی زبان میں ہے۔ مصنف نے بعض عربی کتابوں کے نام ضرور گنائے ہیں اور کتاب میں بعض مقامات پر ان کے حوالے بھی دئے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے حوالے ثانوی مآخذ سے لیے گئے ہیں ان کے اصل مآخذ اردو اور انگریزی زبان کی کتابیں ہیں۔ کتاب کی پشت پر درج عبارت میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ اس ایک کمی کی وجہ سے کتاب میں بعض بہت ہی نمایاں خامیاں راہ پاگئی ہیں۔ مثال کے طور پر عربی الفاظ اور عبارتوں اور قرآن مجید کی آیات وغیرہ کا صحیح طور پر درج نہ ہونا۔ بطور مثال صفحات ۱۰، ۱۲، ۳۵، ۵۲، ۵۳، ۶۲، ۶۳، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۸۲، ۸۷، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۵، ۱۸۶، ۳۵۷

۲۰۸، ۲۱۸، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۲، ۲۵۴ ملاحظہ ہوں۔ انبیاءؑ اور صحابہؓ کا ذکر جہاں آیا ہے وہاں علیہ السلام یا رضی اللہ عنہا، ضمیر واحد مذکر یا واحد مؤنث لکھنا موخرالذکر مثالیں زیادہ ہیں۔ ملاحظہ ہوں صفحات ۵۷، ۹۱ اور ۱۱۸۔ صفحات ۴۲ اور ۵۸ پر صحیح استعمال کی مثالیں بھی ہیں۔ ص۵۲ پر فتاویٰ کبیر کی عبارت اور ص۵۳ پر حضرت علیؓ کے قول کو بھی حدیث شمار کیا گیا ہے۔ یہ غلط فہمی ان کے دئے ہوئے نمبروں سے ہوتی ہے غالباً اسی کمی کا نتیجہ ہے کہ جہاں جہاں آیتوں یا عربی عبارتوں کے ترجمے خود سے کئے گئے ہیں وہاں غلطی راہ پا گئی ہے۔ مثال کے طور پر ص۱۲ پر درج عربی عبارت کے لفظ الینا کا ترجمہ نہیں ہوسکا ہے ص۱۷ نَزَلَ بہ کا ترجمہ نازل کیا صحیح نہیں ہے۔ نازل کرنے کے لیے انزل یا نَزَّل آتے ہیں نزل کے معنی اترنے کے ہیں۔ ص۱۶ پر یوحی کا ترجمہ 'نازل کرے' صحیح نہیں ہے۔ ص۵۲ پر تیسری حدیث کے ترجمے کا یہی حال ہے۔ ص۳۷ پر درج روایت کے آخری الفاظ کا ترجمہ نہیں ہوسکا ہے۔ ص۱۱۴ پر جس آیت کا ترجمہ ہے اس میں تشریحی اضافہ قوسین میں ہونا چاہیے۔ ص۱۴۴ پر آیت نمبر۳ اور ۵ کا ترجمہ صریحًا غلط ہے۔ نویں نمبر کے الفاظ فی الرقاب کا ترجمہ موجود نہیں ہے۔ پڑھنے والا اس کا ترجمہ بھی فرزندان راہ ہی سمجھے گا۔ یاتیک الیقین کا ترجمہ ناقص ہے۔ ص۱۵۶ پر آیت نمبر۵ اور ۶ کے ترجمے محل نظر ہیں ص۱۵۷ پر آیت نمبر۱۳-۱۴-۱۵، توجہ چاہتے ہیں۔ ص۱۷۱ پر عربی عبارت کا ترجمہ نظر ثانی چاہتا ہے۔ ص۱۷۴ پر درج آیتوں کے ترجمے بھی توجہ چاہتے ہیں، ص۱۸۳ پر انفس کا ترجمہ انفاس کیا گیا ہے۔ ص۱۸۶ کی پہلی آیت کا ترجمہ۔ اور ص۲۰۰ پر پہلی آیت کا ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ ایک ہی آیت کا ترجمہ دو طرح سے کیا گیا ہے۔ ص۲۲۳ والا ترجمہ صحت سے زیادہ قریب ہے جبکہ ص۱۴۴ پر کیا گیا ترجمہ محل نظر ہے۔ ص۲۲۴ پر آیت کا ترجمہ خلاف احتیاط ہے۔ ص۲۳۸ پر درج پہلی آیت کا ترجمہ کئی پہلوؤں سے محل نظر ہے۔ ص۲۴۷ پر پہلی آیت کا ترجمہ غیر محتاط ہے۔ ص۲۵۷ پر درج پہلی آیت کا ترجمہ ناقص ہے۔

ص۱۰۳ پر نولڈیکے کی تصنیف کے سلسلہ میں درج سنین میں غلطی راہ پاگئی ہے، اسی طرح ص۱۵۲ پر لفظ "لیکن" غلط فہمی پیدا کرتا ہے ورنہ زرقانی کی مثال غلط دی گئی ہے۔

جہاں تک اس کتاب کے مباحث کا معاملہ ہے تو مرتب نے بہت سلیقہ سے بیش قیمت معلومات اس میں جمع کردی ہیں۔ بعض مباحث میں اپنا نقطہ نظر یا ترجیحی

رائے کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر محکمات و متشابہات کے مفاہیم کے تعین میں انھوں نے تقریباً تمام رایوں کا احاطہ کرنے کے بعد ایک رائے کو ترجیح دی ہے۔ دیگر مباحث میں بھی ان کا یہ طریقہ رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے خیال کو راجح سمجھا جائے یا مرجوح ابتدائی بحث میں انھوں نے اجزاء قرآن پر بحث کرتے ہوئے اپنی ایک تقسیم بھی درج کی ہے لیکن اس کے اگلے ہی صفحہ پر شاہ ولی اللہ صاحب کی تقسیم کو سب سے جامع قرار دیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب سے جامع تقسیم موجود ہے تو پھر ایک نئی تقسیم کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کا جواب موجود نہیں ہے۔ مزید براں مرتب کی تقسیم پر غور کرنے سے چند واضح کمیاں محسوس ہوتی ہیں مثال کے طور پر فقہ و احکام دین اور اوامر و نواہی کو الگ الگ کیا گیا ہے حالانکہ وہ اوامر و نواہی کی شق کے تحت یا احکام دین کے تحت آسکتی ہیں۔ آخرت کے ضمن میں نافرمانوں کو ملنے والی سزا کا جو ذکر ہے وہ قصص کے ذیل میں آسکتا ہے اور آخرت کا ذکر "اعتقادات" کے ذیل میں۔

کتاب کے بعض مباحث غلط فہمی پیدا کرنے والے بھی ہیں۔ مثال کے طور پر وحی کی بحث کہ رسول اکرمؐ پر معانی کا نزول ہوتا تھا پھر آپ مناسب لفظوں کا جامہ پہنا کر اسے پیش کرتے تھے ص۱۴۱ گرچہ یہ بھی صراحت ہے کہ موخر الذکر کام وحی الٰہی کے بموجب انجام پاتا تھا۔ مگر غلط فہمی کا امکان پھر بھی باقی رہتا ہے کہ الفاظ قرآن کہیں خود رسول اکرم کے تو نہیں ہیں۔ اس کتاب کے ہر مبحث میں مختلف النوع آراء نقل کرتے ہوئے مصنف نے قرآن مجید کی اصل حیثیت مجروح نہیں ہونے دی ہے بلکہ وہ عام طور پر متوازن اور معتدل نقطۂ نظر کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں، وہ قرآن مجید کو ہر قسم کی تحریف سے مبرّا سمجھتے ہیں جیسا کہ انھوں نے متعدد مقامات پر بالخصوص کتب مقدسہ کے ذکر میں قرآن مجید اور تحریف جیسے نازک موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے۔ کتاب کا ایک دلچسپ پہلو معلومات کی کثرت کے ساتھ ساتھ قرآن مجید سے متعلق لطائف وغیرہ کا بیان ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کے حروف مقطعات سے مختلف اوقات میں کیا با معنی جملے وضع کیے گئے صفحات ۲۲۶، ۲۲۷۔ قرآن مجید کے جواب میں آیات گھڑنے کی مضحکہ خیز کوششیں۔ قرآن مجید کے خلاف معاندانہ رویے صفحات ۲۱۰ تا ۲۱۴، قرآن کے تخمینی الفاظ کا منظوم پیرا ہن ص۱۴۳ کتابت کی بے شمار غلطیوں

AYAZ AHMED SHERIFF
95/9, MARAPPA THOTA
R. R. PALYAM, BANGALORE

کے ماسوا ایک لفظ جس کے استعمال میں مصنف منفرد ہیں وہ ہے سورۃ کی جمع سورون حالانکہ اب تک تمام اردو داں اسے سورتوں استعمال کرتے آئے ہیں اس کتاب میں بھی غلطی سے ایک مقام پر سورتوں لکھ گیا ہے ص۱۹ ۔ تبصرہ نگار کے نزدیک اس کا عمومی استعمال ہی صحیح ہے۔ علم تفسیر اور علم تفہیم کی الگ الگ تقسیم غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ علم تفہیم کے ضمن میں مصنف نے اس پر بہت زور دیا ہے کہ قرآن فہمی کے لیے عربی دانی ضروری نہیں ہے ۔ بلا شبہ یہ بات صحیح ہے کہ قرآن مجید کی زبان کو سمجھے بغیر آدمی اس کے بیان کردہ مفہوم کو سمجھ سکتا ہے اس سے ہدایت حاصل کرسکتا ہے ۔ لیکن یہ ترجمہ اور تفسیر سے استفادہ کا عمل ہوا اصل عبارت سے استفادہ کا عمل نہیں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ عربی جانے بغیر کسی شخص کو اس کی تفہیم کا معتبر مجاز نہیں سمجھا جاسکتا اور ایسے لوگوں کی علوم قرآنی پر تصنیفات جو عربی زبان سے ناواقف ہوں درجہ استناد حاصل نہیں کرسکتیں یہی وجہ ہے کہ جتنے اہل علم نے قرآن مجید پر قلم اٹھایا ہے انھوں نے پہلے اس کی اصل زبان سے واقفیت حاصل کی ہے خود مصنف کتاب کو بھی یہ معلوم ہے کہ مستشرقین نے بھی عموماً قرآن مجید پر لکھنے سے قبل اس کی زبان بہت اہتمام سے سیکھی ہے ۔

اس کتاب میں عام طور پر علماء، محققین، مفسرین اور اہل لغت وغیرہ کے اقتباسات تو ہیں مگر علمی کتابوں کی طرح ان کتب کے حوالوں کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر نظم قرآن کی بحث میں لکھا گیا ہے کہ مفسرین نے اس کی نشاندہی کی ہے کہ سورۃ فاتحہ میں صراطِ مستقیم کی ہدایت مانگی گئی ہے اس کا جواب پورا قرآن مجید ہے ۔ لیکن کسی مفسر کا حوالہ نہیں ہے اس طرح تمام مورخوں کے ذکر کا معاملہ ہے ۔ یہ بات معلوم ہے کہ برصغیر ہند و پاک میں اس پہلو پر ماضی قریب میں علامہ حمید الدین فراہیؒ نے بہت زور دیا ہے اور پھر مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے ان کے بتائے ہوئے اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے "تدبر قرآن" جیسی تفسیر لکھی لیکن ان علماء کا کوئی حوالہ اس پوری کتاب میں نہیں ہے ۔

کتاب کے آخر میں چھ ضمیمے ہیں جو بالترتیب کاتبانِ وحی اور ترتیب نزول کی فہرست، لغات القرآن کی فہرست قرآن مجید کے عجمی الفاظ، قرآن مجید اور علامات اور حروف مقطعات پر ڈاکٹر ہاشم امیر علی کی رائے کے اقتباس پر مشتمل ہیں۔ اس کی بعض باتوں سے اختلاف کے باوجود تبصرہ نگار کی نظر میں اردو زبان میں قرآن مجید سے متعلق اس قدر متنوع مباحث پر شائع ہونے والی یہ ایک عمدہ کتاب ہے ۔ (منور حسین فلاحی)